7۔ ہلالِ استقلال

حفیظ جالندھری (۱۹۰۰ء۔۱۹۸۲ء)

تعارف: ابوالاثر محمد حفیظ جالندھری ۱۹۰۰ء میں جالندھر میں پیدا ہوئے۔ غزل اور نظم دونوں پر کمال گرفت حاصل تھی۔ ''نغمہ زار'' ''سوز و ساز'' تلخابہ شیریں' شاہنامہ اسلام جیسی کتابیں تخلیق کیں۔ پاکستان کا قومی ترانہ بھی حفیظ کے ذہن رسا کا اعجاز ہے۔ حفیظ کی رومانویت کا ایک زاویہ اسلام اور مشاہیر اسلام ارضِ وطن اور مشاہیر وطن کی محبت سے بھی عیاں ہے۔ حفیظ نے اقبالؔ حالیؔ اور ٹیگور کے نمایاں اثرات قبول کیے۔ ان کی شاعری میں اخلاقی اور جذباتی دونوں قسم کی اپیل موجود ہے۔

دیکھا جو تیر کھا کے کمین گاہ کی طرف
اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہوگئی

۱۹۸۲ء میں خالق حقیقی سے جا ملے۔

خلاصہ: (ڈیرہ غازی خان 10، ملتان 09، لاہور 10، گوجرانوالہ 11)

یہ استقلال اور استحکام وثبات کا پرچم ہے۔ ہلالی خنجر انگشتِ شہادت کا اشارہ ہے۔ فلک پر یہ سیف اللہ کا عکس ہے۔ ہلالی خنجر شہدا کی طرف سے عطا کیا ہوا تحفہ ہے۔ شہدا نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے یہ تحفہ ہمیں عنایت کیا ہے۔ یہ حضرت امام حسینؓ کی سیرت پاک کا پرچم ہے۔ یہ محمد بن قاسمؒ، محمود غزنویؒ، طارق بن زیادؒ اور سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کے پرچموں کے مشابہ ہے۔ آسمانوں سے خوش خبری رحمت کے بادلوں کی صورت میں برس رہی ہے۔ یہ پرچم دراصل ہماری عظیم الشان اسلامی روایات کا عینی شاہد ہے اور یہی پرچم پاکستان کے استقلال واستحکام کی علامت ہے۔ حقیقت میں یہ پرچم ہماری اپنی شناخت ہے۔

پس منظر / تعارف:

(طلبا پس منظر کو کسی بھی شعر کی تشریح کے لیے مختصراً تحریر کر سکتے ہیں)

6 ستمبر 1965ء کو بھارتی فوج نے رات 3:00 بجے جنرل چودھری کی قیادت میں بزدلوں کی طرح لاہور کی سرحد پر بغیر اعلانِ جنگ کے حملہ کر دیا۔ خوش قسمتی سے بلوچ رجمنٹ ابھی بیدار ہی تھی جس نے پاک فوج سے فوراً امداد طلب کی۔ بھارت برکی سیکٹر اور واہگہ سیکٹر تک بی آر بی نہر تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا، لیکن ۶ ستمبر سے ۲۶ ستمبر تک کی بھرپور کوشش کے باوجود لاہور پر قابض نہ ہو سکا۔

۷ ستمبر کو بھارتی آرمی نے سیالکوٹ پر ۶۰۰ ٹینکوں کے ساتھ حملہ کر دیا۔ لیکن فقط تین دن بعد بھارتی کمانڈر انچیف نے یہ ناقابلِ یقین خبر سنی کہ اُس کے جدید ترین ٹی پچپن (T-55) روسی ٹینک مکمل طور پر تباہ ہو چکے ہیں۔ وہ بھی اُس حریف کے ہاتھوں جس کے پاس صرف 150 ٹینک تھے۔

اس کے بعد بھارتی فضائیہ نے جنرل سورن سنگھ کی قیادت میں سرگودھا ائیر بیس پر حملہ کر دیا۔ جہاں ایم۔ ایم۔ عالم نے بیک وقت چھ طیارے تباہ کر کے عالمی ریکارڈ قائم کیا اور بھارت کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔

الغرض اس خود ساختہ آگ سے نذرِ آتش ہونے کی بجائے بھارت خود ہی معاملے کو اقوام متحدہ کے پاس لے گیا جس نے جنگ بند کرا دی۔ جنگ بندی کے بعد حکومت پاکستان نے سرگودھا، لاہور اور سیالکوٹ کو بہادری کے صلے میں ''ہلال استقلال'' عطا کیا جو کہ 6 ستمبر کو ان تینوں شہروں کے ٹاؤن ہال کی عمارتوں پر لہرایا جاتا ہے۔

اشعار کی تشریح

(1) یہ استقلال کا پرچم ہے، استحکام کا پرچم شہیدوں، غازیوں کے ہاتھ سے انعام کا پرچم

(بہاول پور 08، ڈیرہ غازی خاں 09 ملتان 09، لاہور 08)

حل لغت استقلال: مستقل مزاجی، ثابت قدمی استحکام: مضبوطی، پختگی انعام: تحفہ
شہید: خدا کی راہ میں جان قربان کرنے والا غازی: میدان جنگ سے کامیاب واپس آنے والا

مفہوم: ہلالِ استقلال ہمارے عزم و ثبات اور مضبوطی کا مظہر ہے جو شہیدوں اور غازیوں کی طرف سے قوم کو عطا کیا گیا تحفہ ہے۔

تشریح:

قومی ترانے اور شاہنامہ اسلام کے خالق شاعر اور ممتاز سخن ور حفیظ جالندھری اپنے اس مشہور ملی ترانے میں پاکستانی پرچم کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اُسے قومی اتحاد اور استحکام کی علامت قرار دیتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ دنیا کی ہر قوم اپنا جدا پرچم رکھتی ہے۔ کسی بھی پرچم کی حیثیت محض اتفاقی یا حادثاتی نہیں ہوتی بلکہ ہر پرچم کے پس منظر میں یا تو کسی قوم کی انتھک جدوجہد کی داستان مخفی ہوتی ہے یا پھر پرچم کسی قوم کی تہذیب و ثقافت کا مظہر یا پھر مذہب کا عکاس ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح لاہور، سرگودھا اور سیالکوٹ کو دیا گیا ہلال استقلال پاکستانی فوج کے عزم و ولولہ اور ان شہروں کے باسیوں کی حب الوطنی، ثابت قدمی اور جذبۂ شہادت کا مظہر ہے۔

مختصراً یہ کہ ہلالِ استقلال شہدا و مجاہدین کے عزم و استقلال اور ثابت قدمی کا ترجمان ہے۔ یہ پرچم پاکستانی مجاہدین کی بھارتی ٹڈی دل کے سامنے ثابت قدمی کا عکاس ہے اور پاکستان کے ازلی دشمنوں کو یہ پیام دیتا ہے:

توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا (اقبالؒ)

مزید برآں یہ پرچم لاہور، سرگودھا اور سیالکوٹ کے باسیوں کی دورانِ جنگ مستقل مزاجی، ہمت اور پامردی کا بھی آئینہ دار ہے۔ یہ پرچم 1965ء کی جنگ کے دوران پاکستانی سپاہیوں کی قربانیوں اور جذبہ حریت کا بھی ایک خاموش اظہار ہے۔ یہ پرچم پاکستانی مجاہدین کی روایات کا پاسدار ہے۔ اسی لیے ایک شاعر نے کہا:

ے ہے یہی اپنی روایاتِ کہن کا پاسدار پرچم اسلام کو رکھنا ہمیشہ سر بلند

الغرض یہ پرچم ہمارے جذبۂ جہاد اور ایمان کی پائیداری کا بھی ضامن ہے۔ اس لیے کسی بھی پاکستانی کی اس پرچم سے محبت ایک فطری امر ہے۔ بقول شاعر:

ے ہمارا پرچم، یہ پیارا پرچم یہ پرچموں میں عظیم پرچم

دوسرے مصرعے میں شاعر نے "ہلال استقلال" کو میدان جنگ میں شہید ہونے والوں اور میدان جہاد سے فتح کے علم لہراتے ہوئے غازیوں کی طرف سے پاکستانی قوم کو دیا گیا ایک بہترین تحفہ قرار دیا ہے۔ سینکڑوں مسلمانوں نے اپنی جان کا نذرانہ دے کر اپنے خون سے اس پرچم کی آبیاری کی ہے۔ یہ پرچم ہزاروں جانوں کی قربانیوں کے بدلے میں وجود میں آیا ہے۔ یہ پرچم ان لوگوں کی عظمت و ہمت کا بھی اظہار ہے اور پاکستانی عوام کے لیے تحفہ بھی ہے۔ جنھوں نے سینے پر بم باندھ کر دشمن کے جدید ترین ٹی پچپن (T-55) روسی ٹینکوں کے پرخچے اُڑانے کے لیے اپنے جسموں کے بھی پرخچے اُڑا ڈالے۔ اور نام نہاد بھارتی فوج جو

فتح کے نشے میں سرشار پاک سرزمیں کو روندنے کے لیے اپنے ناپاک قدموں کے ساتھ آگے بڑھ رہی تھی، کونا کونوں چنے چبوا دینے والوں کی طرف سے پاکستانی قوم کے لیے یہ پرچم ایک عظیم تحفہ ہے۔

مختصراً ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ پرچم صرف ایک عام سا کپڑے کا ٹکڑا نہیں ہے۔ بلکہ یہ پرچم پاکستانی فوج اور مجاہدین کے جذبہ جہاد اور عالی حوصلگی کو عیاں کرتا ہے اور پاکستانی قوم کو غازیوں اور شہدا نے اپنی جان پر کھیل کر یہ پرچم عطا کیا ہے۔

(2) **ہلالی خنجر انگشت شہادت کا اشارا ہے** **یہ سیف اللہ کا پرتو، فلک پر آشکارا ہے**

(لاہور 08,12، ڈیرہ غازی خاں 09 بہاول پور 08، ملتان 09)

حل لغت

ہلال: پہلی رات کا چاند　　خنجر: قدیم زمانے میں جنگوں میں استعمال ہونے والا چھرے کی مانند ایک ہتھیار جس میں ہلکا سا خم ہوتا ہے جو دشمن کے پیٹ اور دل میں پیوست کیا جاتا تھا۔

ہلالی خنجر: پہلی رات کے چاند کی مانند خنجر　　انگشت: دائیں ہاتھ کی انگوٹھے کی قریبی انگلی

شہادت: خدا کی وحدانیت اور رسول ﷺ کی رسالت کی گواہی دینا۔

انگشت شہادت: دوران نماز وہ انگلی جو خدا کی یکتائی اور رسالت محمدی ﷺ کے اظہار کے لیے بلند کی جاتی ہے

سیف اللہ: اللہ کی تلوار حضرت خالدؓ بن ولید کو حضور ﷺ کی طرف سے عطا کردہ لقب

پرتو: عکس، جھلک، سایہ　　آشکارا: ظاہر ہونا، عیاں ہونا

مفہوم: اس پرچم پر بنا ہوا ہلالی خنجر اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہم اللہ کی وحدانیت اور نبی اکرم ﷺ کی رسالت کی گواہی دینے والے ہیں۔ اس طرح یہ ہلالی خنجر حضرت خالدؓ بن ولید کی تلوار کا پرتو ہے۔ جو آسمان پر ظاہر ہو رہا ہے

تشریح:

پاکستانی پرچم، جیسا کہ ہم جانتے ہیں، میں سبز رنگ والے حصے پر ایک چاند بنا ہوا ہے۔ یہ چاند گول نہیں بلکہ خم دار ہے۔ اس لیے حفیظ جالندھری نے ہمارے قومی پرچم پر بنے ہوئے چاند کو انگشتِ شہادت سے تشبیہ دی ہے اور ہلالی خنجر بھی کہا ہے۔ ہاتھ کی تمام انگلیوں میں معمولی سا خم ہوتا ہے جو کہ انگوٹھے میں دوسری انگلیوں کی نسبت ہلکا سا زیادہ ہوتا ہے۔ تو پھر شاعر نے خم دار چاند کے اظہار کے لیے لفظ انگشتِ شہادت ہی کیوں استعمال کیا؟ کوئی دوسری انگلی یا انگوٹھا بھی خم کا اظہار کر سکتا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس لفظ سے شاعر نے ایک تیر سے دو شکار کیے ہیں۔ ایک طرف تو شاعر نے خم دار چاند کو انگشتِ شہادت کا اشارہ کہہ کر خم کا اظہار کیا ہے تو دوسری طرف شاعر کی منطق یہ ہے کہ "یہ ہلال" ہمارے عقیدہ وحدانیت و نبوت کا عکاس بھی ہے۔ ہلالی خنجر اور ہمارے پرچم کے چاند میں بھی خم کی مماثلت ہے بقول شاعر:

چمکتا ہوا چاند تارا ہے یہ **بہت اونچا پرچم ہمارا ہے یہ**

چناں چہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح انگشتِ شہادت خدا کی وحدانیت اور رسول برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے اظہار کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ بالکل اسی طرح یہ پرچم بھی خدا کی وحدانیت اور رسول کی رسالت کا اظہار ہے۔ یعنی توحید و رسالت مسلمانوں کے سینوں میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ اور یہ پاکستان کے دشمنوں کے لیے الٹی میٹم ہے کہ اگر انھوں نے "الموحدین" (خدا کو ایک ماننے والے) کے عقائد یا املاک پر چوٹ کرنے کی کوشش بھی کی تو اُسے ایسا جواب ملے گا جو ان کے قلوب و اذہان پر زلزلہ طاری کر دے گا۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ پاکستان کا قیام اور پاکستانی پرچم کی تخلیق کا بڑا مقصد آزادی اسلام تھا۔

مزید برآں اس پرچم کے لیے لاکھوں قربانیاں دی گئیں۔ قیام پاکستان کے وقت لاکھوں نہتے مسلمانوں کو بھیڑ، بکریوں

کی طرح ذبح کر دیا گیا اور ہزارہا مسلم خواتین کی علی الاعلان عصمت دری کی گئی تاکہ پاکستان میں مفلس اور لٹے پٹے جائیں اور یہ نوزائیدہ ڈگمگاتا ہوا ملک جلد ہی زمین بوس ہو جائے۔ لیکن چند ہی برس بعد 1965ء کے معرکے میں مسلمانوں نے بھارت پر یہ حقیقت آشکار کر دی کہ وہ آج بھی تلوار کے دھنی ہیں۔ بقول شاعر:

تیغوں کے سائے میں ہم پل کر جواں ہوئے ہیں
خنجر ہلال کا ہے قومی نشاں ہمارا

دوسرے مصرعے میں شاعر نے اس پرچم کو حضرت خالدؓ بن ولید کا عکس کہا ہے۔ حضرت خالدؓ بن ولید ایک ناقابل تسخیر سپہ سالار تھے اور اسلامی فوج کے امیر عسا کر تھے۔ ظاہر ہے کہ خدا کی تلوار کیوں کر شکست کھا سکتی ہے۔ اس طرح یہ پرچم بھی اس بات کا اظہار ہے کہ ہماری قوم سیف اللہ کی طرح عزم صمیم کی حامل، ثابت قدم، جذبہ شہادت سے سرشار اور ناقابل شکست ہے۔ اس لیے مسلماں خدا کی تلوار کی مانند ناقابل تسخیر ہیں۔ اقبالؒ نے کہا تھا:

ہاتھ ہے اللہ کا، بندہ مومن کا ہاتھ
غالب کار آفریں، کارکشا و کارساز

(3) ہلال خنجر قومی عطیہ ہے شہیدوں کا
جو خود قربان ہو کر، بھر گئے دامن نویدوں کا

(لاہور بورڈ 2008)

حل لغت: عطیہ: انعام، تحفہ — نوید: خوش خبری

مفہوم: اس پرچم پر بنا ہوا ہلالی خنجر قوم کو شہداء کی طرف سے عطا کردہ تحفہ ہے۔ جنھوں نے اپنی جان کے عوض ہمیں خوش خبریاں بخشیں۔

تشریح:

زیرِ تشریح شعر میں حفیظ جالندھری کہتے ہیں ہمارے پرچم پر جو ہلالی خنجر یعنی خم دار چاند ہے وہ پاکستانی قوم کو شہدا کی طرف سے دیا گیا تحفہ ہے۔ اور شاعر نے اس شعر میں تحریک آزادی کے شہدا کی طرف سے اس پرچم کو پاکستانی قوم کے لیے ایک انعام قرار دیا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اس آزاد پرچم کے حصول کے لیے شہدا نے ان گنت قربانیاں دیں۔ جنگ آزادی 1857ء ہی کو دیکھ لیجیے ستائیس ہزار مسلمانوں کو تحریکِ آزادی میں حصہ لینے کی پاداش میں سولی پر لٹکا دیا گیا اور سات روز برابر مسلمانوں کا قتلِ عام ہوتا رہا جس کا کوئی حساب نہیں۔ خواجہ حسن نظامی کے بقول:

"دہلی کا شاید ہی کوئی درخت ہوگا کہ جس سے کسی مسلمان کی لاش نہ لٹک رہی ہو"

(بیگمات کے آنسو از خواجہ حسن نظامی)

پھر 1947ء کا ہنگامہ دیکھ لیجیے۔ لاکھوں مسلمانوں کو گھیر کر قتل کر دیا گیا۔ دودھ پیتے بچوں کو ہوا میں اچھال کر ہندو تیغ زنی میں مہارت حاصل کرتا رہا۔ چناں چہ پاکستان کی بنیادیں پندرہ سے بیس لاکھ مسلمانوں کی گردنوں پر استوار ہوئی ہیں۔ اسی لیے ایک شاعر نے کہا تھا:

ہم لائے ہیں طوفاں سے کشتی نکال کے
اس دیس کو رکھنا مرے بچو سنبھال کے

لیکن ہندوؤں کو پھر بھی چین نہ آیا اور 1965ء کو بغیر اعلان جنگ کیے ہی حملہ کر دیا۔ لیکن پاک فوج اور پاکستانی شہریوں نے اس کے ناپاک عزائم خاک میں ملا دیے اور وطن کی خاطر ہزاروں لوگوں نے اپنی جانیں قربان کیں۔ شہادت فی الحقیقت حقیقی کامیابی ہے، شہید دنیا و آخرت دونوں میں سرخرو ہوتا ہے۔ بقول شاعر:

وطن کی آبرو پر جان دینا زندگانی ہے
شہید قوم ہو جانا حقیقی کامرانی ہے

چناں چہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس پرچم کے پیچھے ان گنت قربانیوں کی فہرست مخفی ہے۔ اس سرزمین پاک کے حصول میں

شہدا کے خون کا دریا پوشیدہ ہے۔ اس سبز ہلالی پرچم کے حصول کے لیے لاکھوں گھر ویران ہوئے۔ اس ہلالی خنجر کے تحفظ کے لیے لاکھوں مسلمانوں نے اپنی گردنیں کٹوائیں۔

دوسرے مصرعے میں حفیظ جالندھری نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہونے والے مجاہدوں کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ کہتے ہیں شہدا نے خود تو اپنی جان قربان کر دی لیکن ہمارے لیے فتح کی خوش خبری عطا کر گئے۔ خود تو ٹینکوں کے تلے لیٹ کر اپنے جسموں کے پرخچے اُڑا لیے لیکن پاکستانی قوم کو بھارت کے ٹینکوں سے بچا ڈالا۔ قوم کی خاطر ان جانثاروں نے سینے پر گولیاں روکیں تاکہ یہ گولیاں قوم کی طرف نہ بڑھ سکیں۔ بھارتی فوج کے سامنے ہونہار پاکستانی فوج سدِ سکندری کی مانند ڈٹ گئی تاکہ کوئی ناپاک ہاتھ قوم کی طرف نہ بڑھ سکے اور ابدی مسرتوں کے حامل ان شہدا نے دنیا کو خیر باد کہہ دیا۔ پاکستانی قوم کو ظالم ہندوؤں سے چھٹکارے کی خوش خبری دے گئے اور پاکستانی قوم کو یہ خوش خبری دے گئے کہ انھوں نے بھارتی ٹینکوں، بھارتی طیاروں اور بھارتی ٹڈی دل فوج کا منھ موڑ دیا اور شاید اب وہ کئی برس تک اس طرف آنکھ اٹھانے کی جرات نہ کر سکے۔ اس طرح شہدا پر یہ شعر صادق آتا ہے:

ہمیں یقیں ہے کہ ہم ہیں چراغِ آخرِ شب
ہمارے بعد اندھیرا نہیں اجالا ہے

(4) **حسین ابن علی کے اسوۂ مردانہ کا پرچم**
برائے شمعِ ملت، سوزشِ پروانہ کا پرچم

حلِ لغت:
اسوہ: نمونہ، مثال — شمع: چراغ، موم بتی
ملت: قوم — سوزشِ پروانہ: پروانے کی جلن، پتنگے کی تڑپ

مفہوم: یہ پرچم حضرت امام حسین کی بہادری و سرفروشی کا عکاس ہے اور اس پرچم کی حامل قوم اسلام کی شمع کو روشن رکھنے کے لیے پروانے جیسی تڑپ رکھتی ہے۔

تشریح:

حفیظ جالندھری نے زیرِ تشریح شعر میں ''ہلالِ استقلال'' کو حضرت امام حسینؓ کے پرچم کے مماثل قرار دیا ہے۔ وہی پرچم جو عروجِ حق، زوالِ باطل، اسلام اور مسلمانوں کی بقا کے لیے حضرت امام حسینؓ نے بلند کیا تھا۔ 680ء میں غدار کوفیوں نے حضرت امام حسینؓ کو پیغام بھیجا کہ سارا کوفہ آپؓ کی بیعت کرے گا۔ دراصل حضرت امام حسینؓ نے باطل یزید کی بیعت سے انکار کیا اور آپؓ نے علی الاعلان یہ واضح کیا کہ یزید جیسا فاسق، فاجر، فتنہ پرور، متعصب اور کاذب شخص عالمِ اسلام کا روحانی پیشوا اور خلیفہ ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا اور چند بڑی بڑی ہستیوں نے بھی آپؓ کا ساتھ بھی دیا۔ مثلاً عبداللہ بن زبیرؓ اور عبداللہ بن عمرؓ وغیرہ نے۔ لیکن کوفہ پہنچنے پر کوفیوں نے صاف جھوٹ بولا اور کچھ کوفی جواہرات کا انبار دیکھ کر اور کچھ ابن زیاد کے خوف سے آپؓ ہی کے خلاف صف آرا ہو گئے۔ یہ لوگ اخیر وقت تک آپؓ کو بیعت یزید کا کہتے رہے۔ لیکن آپؓ نے واضح کیا کہ حق باطل کے سامنے ہرگز نہ جھکے گا۔ بلکہ باطل کے قلع قمع کے لیے اور حق کی سربلندی کے لیے اپنا تن، من، دھن، آل اولاد اور خاندان تک قربان کر دیا۔ بقول جاوید انجم لائل پوری:

سلام اُس پر کہ جس نے کر دیے قرباں بہتر تن
سلام اُس پر کہ نام اسلام کا جس نے کیا روشن

اس طرح یہ سبز ہلالی پرچم بھی اس بات کا پیامبر ہے کہ پاکستانی قوم اپنے ملک و ملت اور دین کی حفاظت کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دے گی۔ جس طرح حضرت امام حسینؓ کا سر نیزے پر آویزاں ہونے کے باوجود قرآن کی تلاوت کر کے حق کا بول بالا کرتا رہا، اسی طرح شہدا اپنے خون سے اس پرچم کی آبیاری کرتے رہیں گے اور امام حسینؓ کے عطا کردہ اس اصول پر عمل پیرا رہیں گے۔

کرتی رہے گی پیش شہادت حسینؓ کی — آزادی حیات کا یہ سرمدی اصول
چڑھ جائے کٹ کے سر ترا نیزے کی نوک پر — لیکن یزیدیوں کی اطاعت نہ کر قبول

اور جس طرح امام حسینؓ کے نام اور عمل کو آج بھی دوام حاصل ہے اسی طرح شہداء کے کارنامے بھی تاریخ کے صفحات پر ثبت رہیں گے۔ الغرض پہلے مصرعے میں حضرت حسینؓ کا حوالہ دے کر ہلالِ استقلال کو بہادری، سرفروشی، ثابت قدمی، ایثار [illegible] حق کی قربانی کا عکاس قرار دیا ہے۔

دوسرے مصرعے میں شاعر نے اسلام کو شمع قرار دیا ہے۔ ایک ایسی شمع جس سے پاکستانی قوم اور ساری دنیا روشنی حاصل کرتی ہے۔ ایک ایسی شمع جو پاکستان کی آزادی کی علمبردار ہے اور اسلام کا نور پھیلانے میں پیش پیش ہے۔ حفیظ جالندھری نے [illegible] کے جاں نثاروں کو جذبۂ شہادت، جذبہ جہاد اور حفاظتِ ملت کی خاطر پروانے کی مانند قرار دیا ہے۔

مجاہدین وشہدا کو ایسے پروانے قرار دیا ہے جو شمعِ اسلام اور شمعِ پاکستان کی حفاظت کی خاطر جان نثار کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ جو ملک وملت کی آزادی پر جل مرنے اور کٹ مرنے کے منتظر رہتے ہیں۔ جب بھی وطن ودین کو ان کی ضرورت ہوتی ہے یہ مجاہدین یا پروانے یہ رجز پڑھتے ہوئے میدان میں اترتے ہیں کہ:

اے وطن! تو نے پکارا تو لہو کھول اٹھا — تیرے بیٹے، تیرے جاں باز چلے آتے ہیں

الغرض مجموعی طور پر شاعر نے پاکستانی شہداء ومجاہدین کی حب الوطنی کو موزوں تلمیحات اور مناسب ترکیبات سے [illegible] شعر کا لبادہ اوڑھا دیا ہے۔

(5) محمد ابنِ قاسم کے سحابِ جود کا پرچم — یہ طارق کا، صلاح الدین کا، محمود کا پرچم

(ملتان بورڈ 2006)

حل لغت: سحاب: بادل، ابر — جود: سخاوت، فیاضی
طارق: طارق بن زیاد (مشہور مسلمان فاتح — صلاح الدین: صلاح الدین ایوبیؒ

مفہوم: یہ پرچم محمد بن قاسم کی سخاوت کا آئینہ دار ہے۔ یہ طارقؒ بن زیادہ، صلاح الدینؒ ایوبی اور محمود غزنوی کا پرچم ہے۔

تشریح:

تشریح طلب شعر کے پہلے مصرعے میں شاعر نے ہلالِ استقلال اور سبز ہلالی پرچم کو محمد بن قاسم کے پرچم سے تشبیہ دی ہے۔ یاد رہے کہ محمد قاسم کو حجاج نے 712ء میں ترکستان میں قتیبہ بن مسلم باہلی کی سربراہی میں لڑنے والے لشکر سے طلب کیا۔ حجاج جتنا ظالم تھا اتنا غیور اور فرض شناس بھی تھا۔ دیبل میں قید ایک مسلمان بنی ناہید کی فریاد سے متاثر ہو کر اس نے 712ء میں [illegible] ہزار فوج دیبل کی تسخیر کے لیے روانہ کی اور سترہ سالہ محمد بن قاسم کو امیر عساکر مقرر کیا۔ جس نے بہترین دور اندیشی کا ثبوت دیتے ہوئے ہندی سپہ لار بھیم سنگھ، پرتاب رائے، راجہ داہر اور راج کمار کھی کو شکست دی اور سخاوت کا ثبوت دیا کہ دیبل کے پروہت اس کی مورتی بنا کر پوجنا شروع کر دی۔ ابن قاسم کو معلوم ہوا تو اس نے یہ مورتی پاش پاش کر دی۔ محمد بن قاسم نے برصغیر کی مقامی آبادی کے ساتھ حسن سلوک کا مظاہرہ کیا۔ غیر مسلمانوں کے ساتھ حسن عمل اور اخلاق کا برتاؤ کیا۔ ہندوؤں اور دیگر غیر مسلم اقوام کی جان، مال اور عزت کا احترام اور سخاوت کا مظاہرہ کیا۔

محمد بن قاسم کے حسن سلوک کی وجہ سے لوگوں نے جوق در جوق اسلام قبول کیا۔ اسی لیے شاعر نے اُن کے لیے سحابِ جود کی ترکیب استعمال کی ہے۔ بادل بلا تعصب سب کو فیض یاب کرتا ہے۔ جیسا کہ حفیظ جالندھری کہتے ہیں کہ یہ پرچم محمد بن ا [illegible]

کی سخاوت اور عزت کا آئینہ دار ہے۔ یہ پرچم ہند کے غیور مسلمانوں کی جراتوں کا امین ہے۔ یہ پرچم مسلمانوں کی غیرت اور فیاضی کا مظہر ہے۔ ایک طرف تو یہ پرچم محمد بن قاسم کی سی بہادری، دوراندیشی، حکمت عملی اور پامردی تو دوسری طرف اُس کی سی سخاوت کا بھی عکاس ہے۔ دراصل حسنِ اخلاق سے ہی دنیا کو جیتا جا سکتا ہے۔ بقول شاعر:

حسنِ اخلاق کے وظیفے سے ۔۔۔ ساری دنیا کو کرلو گرویدہ

دوسری تلمیح طارق بن زیاد فاتح اندلس کی استعمال کی گئی ہے۔ 711ء میں موسیٰ بن نصیر کے آزاد کردہ اس بربری غلام نے ساڑھے تین ہزار بربر فوج کے ساتھ جبل الطارق پر قدم رکھا اور 12 ہزار فوج کے ساتھ گاڈلیٹ کے میدان میں راڈرک کی 80 ہزار فوج کو شکست دی۔

علامہ محمد اقبال نے طارق کی گاڈلیٹ کے میدان میں مانگی جانے والی دُعا یوں لکھی ہے:

یہ غازی یہ ترے پراسرار بندے ۔۔۔ جنھیں تو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی
دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو ۔۔۔ عجب چیز ہے لذت آشنائی
شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن ۔۔۔ نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

شاعر نے پرچم کو طارق کی بہادری کا آئینہ دار قرار دیا ہے۔ یاد رہے کہ طارق کے حسنِ انتظام سے عیسائی اس قدر متاثر ہوئے ہیں کہ آج بھی ہسپانیہ کے پانچ پونڈ کے نوٹ پر طارق کو اپنا قومی ہیرو تسلیم کرتے ہوئے اُس کی تصویر دی گئی ہے۔ تیسری تلمیح سلطان صلاح الدین ایوبی کی استعمال کی گئی ہے۔ وہ نسلاً کرد اور صلیبی جنگوں کا ہیرو تھا۔ ساٹھ سال کی عمر میں بھی وہ تلوار کا اس قدر دھنی تھا کہ 25 سالہ رچرڈ (عیسائی دنیا جسے ناقابلِ تسخیر کہتی تھی) کو شکست دی۔ تمام عیسائی مصنفین اُسے "شریف ترین دشمن" قرار دیتے ہیں۔

چوتھی تلمیح شاعر نے محمود غزنوی کی استعمال کی ہے۔ اُس نے ہندوستان پر سترہ حملے کیے اور ایک مرتبہ بھی شکست نہ کھائی۔ کاٹھیاوار میں ہندوؤں کے مندر سومنات کو پاش پاش کر دیا۔ چناں چہ حفیظ جالندھری کہتے ہیں کہ یہ پرچم اس بات کی علامت ہے کہ مسلمان محمود غزنوی کی طرح ناقابلِ تسخیر ہیں۔

شاعر نے یہ تلمیحات استعمال کر کے بیک وقت کئی مقاصد حاصل کیے ہیں۔ اول یہ کہ یہ پرچم کوئی اتفاقی نہیں بلکہ تاریخ اسلام ہی کے پرچم کا عکس ہے۔ اس طرح یہ تلمیحات پرچم کی قدامت کا اظہار بھی ہیں۔ ابن قاسم، طارق و محمود کی تلمیحات کے استعمال سے شاعر نے مسلمانوں کی بہادری اور سرفروشی کا اظہار کیا ہے۔ اور صلاح الدین ایوبی کی تلمیح زبردست جدوجہد اور بہادری سے عبارت ہے۔ اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ:

قاسم و غوری و محمود کے وارث ہیں ہم ۔۔۔ سرخیاں ہم نے چنیں ان ہی کے افسانوں سے

(6) یہ پرچم ہے نشاں، عالم میں فتح و کامرانی کا ۔۔۔ زمیں پر ابرِ رحمت ہے نویدِ آسمانی کا

حلِ لغت:

نشان: علامت ۔۔۔ عالم: دنیا، کائنات ۔۔۔ کامرانی: کامیابی
ابر: بادل ۔۔۔ نوید: خوش خبری

مفہوم:

یہ پرچم دنیا میں فتح و کامیابی کی علامت ہے۔ زمین پر اس کی حیثیت رحمت کے بادل جیسی ہے اور یہ خدا کی طرف سے خوش خبری ہے۔

تشریح:

زیرِ تشریح شعر میں شاعر نے ہلالی پرچم کو زمین پر مسلمانوں اور پاکستانیوں کی فتح کا عینی شاہد قرار دیا ہے۔ چوں کہ ہلال

استقلال حکومتِ پاکستان نے فتح پر تینوں شہروں کو عطا کیا۔ اس لیے فضا میں بلند و بالا لہراتا ہوا یہ پرچم مسلمانوں کی فتح کا خاموش اظہار ہے۔ اور اس بات کا مدلل ثبوت ہے کہ ہندوؤں کے مقابل اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو فتح مبین عنایت فرمائی ہے اور یہ پرچم تمام عالم کو مسلمانوں کی فتح کی یاد دلاتا رہے گا اور دشمنوں کے لیے شکست کی ذلت کے زخم گہرے کرتا رہے گا۔ الغرض ہلالِ استقلال اپنی خاموش زبان سے مسلمانوں کے فاتح ہونے کا اعلان کر رہا ہے، اور بقولِ اقبال یہ اس حقیقت کا اظہار بھی ہے:

باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم ۔۔۔ سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا

دوسرے مصرعے میں شاعر کہتا ہے کہ زمین کے لیے یہ پرچم بادل کی مانند ہے اور بادل کی مانند سخاوت کا مظہر بھی ہے۔ جس طرح بادل سے ہر شے چاہے زمین بنجر ہو یا زرخیز، ویران ہو یا بیاباں، جنگل ہو یا صحرا، ہر شے سیراب ہوتی ہے۔ اسی طرح اس پرچم سے بھی تمام لوگ صراطِ مستقیم کی راہ حاصل کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ یہاں اس شعر میں ابوالاثر حفیظ جالندھری نے پاکستانی پرچم کو تمام اسلامی اقوام کا نمائندہ ثابت کیا ہے۔ ویسے بھی پاکستان دنیا کے 158 اسلامی ممالک میں سے واحد ملک ہے جس کی بنیادوں میں نظریے کی خشت ہے اور پاکستان اسلامی دنیا میں واحد ایٹمی طاقت بننے سے مزید تقویت حاصل کر چکا ہے۔ مزید برآں ساٹھ کی دہائی میں جب یہ نظم لکھی گئی تھی، مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان بھی یکجا تھے اور پاکستان سب سے بڑا اسلامی ملک بھی تھا۔ اس لحاظ سے ہلالی پرچم فی الحقیقت اسلامی اقوام کا نمائندہ پرچم ہے۔ اس طرح یہ پرچم امت مسلمہ کے استحکام کا باعث بھی ہے اور زمین پر اس کی حیثیت خدا کی طرف سے ایک خوش خبری کی ہے۔ بقول شاعر:

یہ پرچم ہے صدا جس نے لگائی کامرانی کی ۔۔۔ زمیں پر اِک نشانی ہے نویدِ آسمانی کی

جس طرح آنحضورﷺ کا پیغام آفاقی اور الہامی ہے اور انسانیت کی فلاح و کامرانی کا ضامن ہے۔ اسی طرح یہ پرچم بھی ہمارے لیے ایک آسمانی تحفہ ہے۔ چوں کہ یہ سرزمین اسلامی تعلیمات کی تجربہ گاہ کے طور پر عطا ہوئی تھی اس لیے یہ پرچم اسلام کی سربلندی کا ترجمان ہے۔ بقولِ شاعر:

سچائی کے انمول اصولوں کو سنبھالا ۔۔۔ پنہاں تیرے پیغام میں تھا جادو نرالا

چوں کہ یہ پرچم لوگوں کے لیے دینی و دنیوی کامیابی دونوں کا ضامن ہے لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ پرچم لوگوں کے لیے بلاتخصیص رنگ و نسل خوش خبری کی حیثیت رکھتا ہے۔ مزید برآں یہ پرچم اس دنیا کا لازمی جزو بھی ہے، اسلام اور اس پرچم کا بڑا گہرا تعلق ہے، چناں چہ اسلام کے بغیر دنیا کا وجود قائم نہیں رہ سکتا اس لیے جب تک اسلام رہے گا یہ پرچم بھی رہے گا۔

(7) یہ پرچم یہ روایات عظیم الشان کا پرچم ۔۔۔ یہی پرچم ہے استقلال پاکستان کا پرچم

حل لغت: روایات: اقدار ۔۔۔ عظیم الشان: بڑے رتبے والا۔ شان و شوکت والا

استقلال: ثابت قدمی، مستقل مزاجی

مفہوم: پاکستان کا پرچم اسلامی اقدار کا حامل ہے اور یہ پاکستان کی ثابت قدمی کی علامت ہے۔

تشریح:

تشریح طلب شعر میں شاعر کہتا ہے کہ پاکستان کا پرچم فقط پاکستان سے متعلق نہیں بلکہ اسلامی تاریخ کی تمام روایات سے متعلقہ ہے۔ یہ وہی پرچم ہے جسے حضورﷺ نے ریاستِ مدینہ پر لہرایا۔ جو حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے قصر ابیض (کسریٰ کا محل، خسرو پرویز نے تعمیر کیا تھا۔ مدائن میں واقع تھا) کے گنبد پر لہرایا تھا۔

یہ پرچم اس پرچم کا بھی عکس ہے، جو حضرت امیر معاویہؓ نے مصر پر اور محمد بن قاسم نے دیبل پر لہرایا۔ ہمارا پرچم اسی پرچم کے مشابہ ہے جو حضرت خالد بن ولیدؓ نے عراق و شام میں لہرایا تھا۔ اس پرچم کی نسبت اسی پرچم سے ہے جو ابوعبیدہ بن جراحؓ

شام میں لہرایا تھا۔ یہ پرچم اسی پرچم کے مماثل ہے جو عمرو بن عاصؓ نے مصر میں بلند کیا تھا۔ ہمارا پرچم اسی پرچم جیسا ہے جو حضرت علیؓ نے درہ خیبر پر گاڑا تھا۔ یہ وہی پرچم ہے جو قتیبہؒ بن مسلم باہلی نے بخارا و سمرقند پر لہرایا۔ جو موسیٰ بن نصیر نے مراکش پر لہرایا۔ جو طارق بن زیاد نے اندلس پر لہرایا۔ یہ اُسی پرچم کا مماثل ہے جو ہارون الرشید نے روم پر لہرایا۔ یہ وہی پرچم ہے جو سلطان محمد فاتح نے قسطنطنیہ پر لہرایا۔ یہ وہی پرچم ہے جو سلمانِ اعظم نے سربیا، یونان واٹلی تک گاڑ دیا تھا۔ یہ وہی پرچم ہے جو فتح علی خان ٹیپو نے سرزمین میسور پر اپنے خون سے سینچا۔ الغرض اس طرح کی ایک لامحدود کڑی اس پرچم سے منسلک ہے۔

مزید برآں یہ پرچم اسلامی اقدار، انصاف، عدل، مساوات، حقوق و فرائض کا بھی امین ہے۔ چوں کہ یہ پرچم خالصتاً اسلامی پرچم ہے، اس لیے اس پرچم کی عظمت مسلّم ہے۔ بقول شاعر:

تیری عظمت مخالف سے منوائیں گے
تیرا پرچم بلندی پہ لہرائیں گے

دوسرے مصرعے میں شاعر نے ایک مرتبہ پھر اس پرچم کو پاکستان کی ثابت قدمی، استحکام، پامردی اور مردانگی کا پرچم قرار دیا ہے۔ یہ پرچم اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ زمانے کے تند و تیز تھپیڑے مسلمانوں کو ہلانے سے قاصر ہیں۔ اور یہ محض گفتارِ دل خوش کن ہی نہیں بلکہ ہماری اسلامی تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے۔ الپ ارسلان نے پندرہ ہزار کے لشکر کے ساتھ چھ لاکھ کے صلیبی طوفان کا منہ موڑ دیا تھا۔ اور اس کی تازہ ترین مثال 1965ء کی جنگ بھی ہے کہ دشمن کی فوج پاکستانی فوج سے کہیں زیادہ تھی۔ ٹینک چار گنا زیادہ تھے۔ مسلمانوں کے پاس خستہ حال ٹینک جب کہ بھارت کے پاس روس کے جدید ترین (T-55) ٹینک تھے۔ جنگی آلات وغیرہ بھارت کے پاس پاکستان سے کئی گنا زیادہ تھے۔ لیکن نصرت ایزدی اور پاکستانیوں کے استقلال نے دشمن کو ناکوں چنے چبوا دیے۔ چناں چہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ پرچم پاکستانیوں کے استقلال، مجاہدین کی ثابت قدمی، قوم کے جذبہ جہاد اور مسلمانوں کی بہادری کا مظہر ہے۔ بقول شاعر:

یہ پرچموں میں عظیم پرچم
عطائے رب کریم پرچم

مشقی سوالات

سوال 1 ''ہلالِ استقلال'' کے متن کو مدِ نظر رکھتے ہوئے نیچے دیے گئے ہر سوال کے درست جواب کے گرد دائرہ لگائیں۔

(i) شاعر نے کسے زمین پر ''ابرِ رحمت'' کہا ہے؟

✓ (الف) ہلالی پرچم کو (ب) مال و دولتِ دنیا کو (ج) اشاعت اسلام کو (د) خوش حالی کو

(ii) ''سیف اللہ'' سے شخصیت مراد ہیں۔

(الف) طارقؒ بن زیاد (ب) محمودؒ غزنوی ✓ (ج) خالدؓ بن ولید (د) صلاح الدین ایوبی

(iii) ''ہلالِ خنجرِ قومی'' کن کا عطیہ ہے؟

(الف) مجاہدوں کا ✓ (ب) شہیدوں کا (ج) سیاست دانوں کا (د) فوجی جوانوں کا

سوال 2 اس نظم میں شامل تلمیحات کی الگ الگ وضاحت کریں۔

(i) **حسینؓ ابن علیؓ**

آپ حضور ﷺ کے لاڈلے نواسے فاطمۃ الزہراؓ کے لختِ جگر، شیرِ خداؓ کے نورِ نظر آپؓ نے باطل یزید کی بیعت سے انکار کیا اور سربلندی اسلام کی خاطر کربلا کے میدان میں بہتر جاں نثاروں سمیت شہید ہوئے۔

(ii) **طارق بن زیاد**

موسیٰ بن نصیر کے آزاد کردہ بربری غلام تھے۔ بعد میں زورِ بازو اور عالی حوصلگی کی بنا پر موسیٰ نے 711ء میں سات ہزار

سواروں کی معیت میں کاؤنٹ جولین کاؤنٹ آف سیوٹا کے ہمراہ ظالم راڈرک لرزیق کے مقابلے کے لیے روانہ کیا اور بعد میں طارق نے مغیث اور موسیٰ کے ساتھ مل کر مکمل اندلس فتح کیا۔ اُن کی آخری زندگی اور وفات کے متعلق تاریخ خاموش ہے۔

(iii) محمود غزنویؒ

شاہ اپتگین کا نواسہ اور شاہ سبکتگین کا بیٹا تھا۔ انتہائی بہادر ہونے کے ساتھ ساتھ وہ علم و فقہ کا بھی قدر دان تھا۔ غزنی سے نکل کر اُس نے مشرق وسطیٰ، ہندوستان اور افغانستان تک حکومت کو وسیع کیا، یمین الدولہ، فتح الملک اور بت شکن اُس کے القاب تھے۔ محمد بن قاسم کے بعد وہ ہندوستان کا دوسرا بڑا حملہ آور تھا۔

(iv) خالدؓ بن ولید / سیف اللہ

قرونِ اولیٰ کے عظیم ترین مسلم سپہ سالار، جنھوں نے معجزاتی فتوحات حاصل کیں۔ تبوک کے موقع پر انھوں نے چند ہزار مسلمانوں کو لاکھوں رومیوں کے نرغے سے نکالا تو آپؐ نے انھیں سیف اللہ کا لقب عطا فرمایا۔ ایران کی ابتدائی فتوحات اُن کی اور مثنیٰؓ کی باہم کاوش کا نتیجہ تھیں۔ مزید برآں فتحِ شام کے موقع پر انھوں نے وردان اور پال جیسے نامور عیسائی سپہ سالاروں کا غرور خاک میں ملا دیا۔

(v) صلاح الدین ایوبی

وہ صلیبی جنگوں کا ہیرو تھا۔ بہت بڑا رحم دل تھا۔ اُس کی رحم دلی کو بلا تخصیص یورپی جوانوں ہیرلڈلم، ٹاسائس وغیرہ نے واشگاف الفاظ میں اعتراف کیا۔ اُس نے بیت المقدس کو آزاد کرایا۔ شام، مصر، فلسطین، لبنان اور مشرق وسطیٰ کو منظم کیا۔ عظیم محب رسول ﷺ تھا۔ عوامی سطح پر بے حد مقبول تھا۔ ''دی کروسیڈ'' میں ہرلڈلیم لکھتا ہے کہ دمشق میں جس روز وہ فوت ہوا، بازاروں میں سناٹا چھا گیا، سینکڑوں لوگ فرطِ غم سے بے ہوش ہو گئے۔ حتیٰ کے وفات کے بعد تدفین و تکفین کے لیے گھر سے اور خزانچی سے اخراجات طلب کیے گئے تو خزانہ خالی تھا۔

سوال 3 مندرجہ ذیل الفاظ و تراکیب کی وضاحت کیجیے۔

انگشتِ شہادت	انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی جس سے وحدانیت و رسالت کی گواہی دی جاتی ہے
ہلال خنجر قومی	قومی پرچم پر بنا خم دار چاند
شمع ملت	قوم کی شمع مراد پوری یکجہت قوم
سحاب جود	سخاوت کا بادل
فتح و کامرانی	فتح و کامیابی
ابر رحمت	رحمت کا بادل
نوید آسمانی	اللہ کی طرف سے بشارت / آسمانی خوش خبری
اسوۂ مردانہ	بہادری کا نمونہ

سوال 4 اس نظم کا خلاصہ لکھیں جو دس سطور سے زائد نہ ہو۔
دیکھیے نظم کا خلاصہ۔